جہات الإسلام
JIHĀT-UL-ISLĀM
RESEARCH JOURNAL
HEC Recognized Journal (Y Category)
Faculty of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore
p-ISSN: 1998-4472
e-ISSN: 2521-425X
OPEN ACCESS HJRS
Email: jihat.is@pu.edu.pk

# روایاتِ سبب نزول اور تنسیخ، تخصیص و تقیید آیات: تجزیاتی مطالعہ

## *The Narrations of Asbāb al-Nuzūl and the Abrogation, Specification, and Restriction of Qur'ānic Verses: An Analytical Study*

**1. Ayesha Abdul Hameed**
M.Phil Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, GC University, Lahore, Pakistan.
**2. Prof. Dr. Muhammad Farooq Haider (Corresponding Author)**
Department of Arabic & Islamic Studies, GC University, Lahore, Pakistan.
Email: dr.farooqhaider@gcu.edu.pk

**HOW TO CITE THIS ARTICLE** *

Hameed, Ayesha Abdul, and Muhammad Farooq Haider. "The Narrations of Asbāb al-Nuzūl and the Abrogation, Specification, and Restriction of Qur'ānic Verses: An Analytical Study." *Jihāt-ul-Islām Research Journal*, Vol. 19, Issue 03 (Jan –Jun 2026), 01-14.

**Abstract**

*This research study examines the critical role of Asbāb al-Nuzūl (occasions of revelation) narrations in the interpretation of the Holy Qur'ān, specifically focusing on their function in determining abrogation (naskh), specification (takhṣīṣ), and restriction (taqyīd) of Qur'ānic verses. The various disciplines codified for the interpretation of the Qur'ān, including Uṣūl al-Fiqh, 'Ulūm al-Qur'ān, and Uṣūl al-Tafsīr, are deeply interconnected in their shared objective of preserving the words and meanings of the divine revelation while clarifying its guidance through diverse methodological perspectives. Among these, Asbāb al-Nuzūl holds particular significance*

*Received: 01 Oct 2025; Revised: 03- Nov 2025; Accepted: 06 Jan 2026; Published online: 08 Mar 2026

INDEXED / ABSTRACTED PUBLICATION & ETHICS STATEMENT BY
IRI Islamic Research Index
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER
RESEARCHBIB ACADEMIC RESOURCE INDEX
اردو اشاریہ جرائد
Copyright © The Author(s). No conflict. CC BY 4.0 license.
Faculty of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

*as an independent discipline that systematically documents the historical and contextual circumstances surrounding the revelation of verses, establishing principles for evaluating the authenticity of narrations and reconciling conflicting reports. This study investigates how these narrations serve as essential tools for exegetes in identifying abrogating and abrogated verses, distinguishing between general ('āmm) and specific (khāṣṣ) applications, and determining when absolute (muṭlaq) expressions should be restricted (muqayyad). Through a comprehensive analysis of classical and contemporary scholarly works, the research demonstrates that Asbāb al-Nuzūl narrations provide indispensable contextual evidence for understanding the legislative intent of Qur'ānic verses and their practical application in Islamic law. The study concludes that a thorough understanding of these narrations is essential for accurate Qur'ānic interpretation and for resolving apparent conflicts between verses, thereby ensuring the coherent and consistent application of Islamic legal principles derived from the divine text.*

***Keywords:*** *Asbāb al-Nuzūl, Nāsikh, Mansūkh, ʻĀmm, Khāṣṣ, Muṭlaq, Muqayyad*

## تعارف موضوع

قرآن مجید کا مجموعی سبب نزول ہدایت انسانی ہے۔ جبکہ قرآن مجید کی ایسی آیات جن کے نزول کا سبب کوئی خاص واقعہ یا سوال ہو تو وہ واقعہ یا سوال ان آیات کا سبب نزول کہلائے گا۔ ابتدائی اصولیین نے لفظ کی وضع کے اعتبار سے تقسیمات میں خاص و عام کے تحت **العبرة لعموم اللفظ لا بخصوص السبب** کے عنوان سے سبب نزول پر کلام کیا۔ اس موضوع کو کتب اصول تفسیر و علوم القرآن میں بطور مستقل نوع شامل کیا گیا اور بحثیت علم، سبب نزول کی مختلف جہات کو واضح کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ ان میں سے ایک جہت روایات سبب نزول کے تناظر میں آیات کی تنسیخ، تخصیص العام اور تقیید المطلق کی تفہیم ہے۔

## اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ کی تعیین

علم سبب نزول کا ناسخ و منسوخ سے گہرا تعلق ہے۔ سبب نزول کی مرویات سے ہمیں آیات کی تاریخ اور حکم کی حکمت معلوم ہوتی ہے لہذا اس بات کا علم کہ کون سا حکم پہلے ہے اور کونسا بعد میں نازل ہوا، ناسخ و منسوخ کی تعیین میں مدد فراہم کرتا ہے۔

علامہ جرجانی نے نسخ کے لغوی معنی میں لکھا ہے: النسخ : في اللغة : عبارة عن التبديل و الرفع و الازالة.[1] لغت میں نسخ تبدیلی و رفع اور ازالہ سے عبارت ہے۔

نسخ کے حقیقی معنی کی تعیین میں اختلاف پایا گیا ہے بعض نے نقل کو نسخ کا حقیقی معنی تسلیم کیا ہے اور بعض نے رفع و ازالہ و تبدیلی کو حقیقی معنی قرار دیا ہے۔ امام بزدوی نے نسخ کے حقیقی معنی تبدیلی و ازالہ کے بیان کیے ہیں۔

> اما النسخ فانه في اللغة عبارة عن التبديل قال الله تعالى: ﴿وَ إِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ و اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ﴾[2] فسمى النسخ تبديلا ومعنى التبديل ان يزول شئ ويخلفه غيره

يقال نسخت الشمس الظل لأنها تخلفه شيئا فشيئا هذا اصل هذه الكلمة وحقيقتها.[3]

لغت میں نسخ تبدیلی سے عبارت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت سے تبدیل کرتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ اتارتا ہے" لہذا نسخ تبدیلی کا نام ہے اور تبدیلی کے معنی یہ ہیں کہ ایک چیز جو زائل ہو جائے اس کی جگہ دوسری چیز آجائے جس طرح کہا جاتا ہے سورج نے سایے کو مٹا دیا کیونکہ اس ایک چیز کی جگہ دوسری چیز نے لے لی۔ یہی اس کلمہ کی اصل اور اس کی حقیقت ہے۔

علامہ جرجانی نے نسخ کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

هو أن يرد دليل شرعي متراخياً عن دليل شرعي ، مقتضياً خلاف حكمه ، فهو تبديل بالنظر إلى علمنا ، وبيان لمدة الحكم ، بالنظر إلى علم الله تعالى.[4]

نسخ کے حقیقی معنی تبدیلی و ازالہ کے ہیں اور اصولیین نے انہیں معانی میں نسخ کی اصطلاح کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں اسی تبدیلی کو امثلہ و نظائر سے واضح کیا گیا ہے خواہ وہ رفع یا ازالہ سے ہو یا عمومی و جزوی نوعیت کی ہو۔

ناسخ و منسوخ کی تعیین میں سبب نزول کی روایات: آیت لعان ﴿ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ ...﴾[5] کی تفسیر میں صحیح بخاری کی روایت ہے:

عن ابن عباس أن هلال بن أمية قذف امرأته عند النبي صلى الله عليه وسلم بشريك ابن سحماء فقال النبي صلى الله عليه وسلم البينة أو حد في ظهرك فقال يارسول الله إذا رأى أحدنا على امرأته رجلا ينطلق يلتمس البينة فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقول البينة وإلا حد في ظهرك فقال هلال والذي بعثك بالحق إني لصادق فلينزلن الله ما يبرئ ظهري من الحد فنزل جبريل وأنزل عليه ﴿والذين يرمون أزواجهم ...﴾ فقرأ حتى بلغ ﴿إن كان من الصادقين﴾[6]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی تو آپ ﷺ نے حضرت ہلال سے فرمایا (گواہ لاؤ ورنہ تمہاری

پشت پر حد قذف لگے گی) ہلال نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈتا پھرے لیکن آپ ﷺ فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگے گی) اس پر حضرت ہلالؓ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں سچا ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی ایسا حکم نازل کریں گے جو میری پشت کو حد سے بچالے گا اس کے بعد جبرائیلؑ اترے اور آپ ﷺ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

مذکورہ بالا سبب نزول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آیت ﴿ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾ [7] کے حکم میں قاذف شوہر بھی شامل تھا لیکن بعد میں قاذف شوہر کے لیے اس حکم کو منسوخ فرما کر لعان کا حکم نازل کیا گیا اس امر کی وضاحت میں امام جصاص لکھتے ہیں کہ:

كان حدقاذف الأجنبيات والزوجات الجلد والدليل عليه، قولهﷺ لهلال بن أمية حين قذف امرأته بشريك بن سحماء ائتني بأربعة يشهدون وإلا فحد في ظهرك وقال الأنصار أيجلد هلال بن أمية وتبطل شهادته في المسلمين فثبت بذلك أن حد قاذف الزوجات كان كحد قاذف الأجنبيات وأنه نسخ عن الأزواج الجلد باللعان لأن النبي ﷺ قال لهلال بن أمية حين نزلت آية اللعان ائتني بصاحبتك فقد أنزل الله فيك وفيها قرآنا ولا عن بينهما...فدلت هذه الاخبار على أن حد قاذف الزوجة كان الجلد وأن الله تعالى نسخه باللعان ومن أجل ذلك.[8]

اجنبی عورتوں یا اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگانے والے کی حد کوڑے تھے اس کی دلیل حضور ﷺ کا وہ حکم ہے جو آپ ﷺ نے ہلال بن امیہ کو اس وقت دیا تھا جب انہوں نے اپنی بیوی پر شریک بن سمحاء کے ساتھ بدکاری کا الزام لگایا تھا آپ ﷺ نے حضرت ہلال سے فرمایا تھا۔ "میرے پاس چار آدمی لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگے گی۔" اس موقع پر حضرات انصار نے یہ کہا تھا کہ " کیا ہلال بن امیہ کو حد لگے گی اور کیا ان کی گواہی مسلمانوں کے ہاں باطل قرار پائے گی؟" اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بیوی کے قاذف کی وہی حد تھی جو اجنبی عورت کے قاذف کی تھی۔ پھر بیوی کے قاذف کی حد حکم لعان کے ذریعے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب لعان کی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ہلال سے فرمایا کہ "اپنی بیوی کو میرے پاس لے کر آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کر دیا ہے۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے دونوں کے درمیان

لعان کرا دیا۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بیوی کے قاذف کی حد کوڑے تھے اور پھر اللہ تعالی نے لعان کے ذریعے اس کی سزا کو منسوخ کر دیا۔

اس وضاحت سے یہ ثابت ہوا کہ قاذف شوہر کے لیے آیت لعان﴿ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ...﴾ آیت قذف ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾ کی ناسخ ہے یعنی حد قذف کا حکم باقی ہے لیکن اگر قاذفین زوجین ہوں تو ان کے لیے حکم لعان ہے۔

قرآن مجید سے اس موضوع کی ایک اور مثال درج ہے:﴿وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ﴾[9] سورۃ بقرۃ کی اس آیت کے سبب نزول میں جامع ترمذی میں روایت مذکور ہے۔

علي رضى الله عنه قال لما نزلت هذه الآية ﴿إن تبدوا ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء﴾ الآية أحزنتنا قال قلنا يحدث أحدنا نفسه فيحاسب به لا ندري ما يغفر منه ولا ما لا يغفر فنزلت هذه الآية بعدها **فنسختها** ﴿لا يكلف الله نفسا إلا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت﴾ [10]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: جب آیت ﴿إن تبدوا ما في أنفسكم أو تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء﴾ نازل ہوئی تو اس نے ہم سب کو فکر و غم میں مبتلا کر دیا۔ ہم نے کہا: ہم میں سے کوئی اپنے دل میں باتیں کرے پھر اس کا حساب لیا جائے۔ ہمیں معلوم نہیں اس میں سے کیا بخشا جائے گا اور کیا نہیں بخشا جائے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی﴿ لا يكلف الله نفسا إلا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت﴾ اور اس آیت نے اس سے پہلی والی آیت کو منسوخ کر دیا۔

آیت مبارکہ﴿وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ﴾ کے نزول سے صحابہؓ کو جو یہ شبہ تھا کہ نفس کے غیر اختیاری افعال پر بھی محاسبہ کیا جائے گا سببِ نزول کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اس آیت کو بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا یعنی نفس کے غیر اختیاری افعال پر محاسبہ نہیں نیز صحابہ کرام کے شبہ کو دور کر دیا گیا۔[11]

تیسری مثال سورۃ احزاب سے ہے: آیت﴿ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضُعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾[12] کے حوالے سے صحیح بخاری میں ابن عباس سے روایت منقول ہے:

ابن عباس رضي الله عنه قال لما نزلت ﴿إن يكن منكم عشرون صابرون يغلبوا مائتين﴾[13] شق ذلك على المسلمين حين فرض عليهم أن لا يفر واحد من عشرة فجاء التخفيف فقال﴿الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفا فإن يكن منكم مائة صابرة يغلبوا مائتين﴾ قال فلما خفف الله عنهم من العدة نقص من الصبر بقدر ما خفف عنهم.[14]

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ تو مسلمانوں پر سخت گزرا کیونکہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ اس لیے اس کے بعد تخفیف کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضُعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ تعداد کی اس کمی سے اتنی ہی مسلمانوں کے صبر میں کمی ہو گئی۔

سبب نزول کی روایت سے نہ صرف تخفیف حکم کی وجہ معلوم ہوتی ہے بلکہ یہ بھی پتہ چلتا ہے دوسری آیت﴿ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضُعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ پہلی آیت﴿ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ کی ناسخ ہے جیسا کہ امام جصاصؒ نے لکھا ہے:

قال الله تعالى (الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفا فإن يكن منكم مائة صابرة يغلبوا مائتين) والتخفيف لا يكون إلا بزوال بعض الفرض أو النقل عنه إلى ما هو أخف منه فثبت بذلك أن الآية الثانية ناسخة للفرض الأول...[15]

اللہ تعالی نے آیت﴿ الان خفف الله عنكم و علم ان فيكم ضعفا فان يكن منكم مائة صابرة يغلبوا مائتين﴾ میں تخفیف کی خبر دی اور تخفیف کی صورت صرف یہی ہے کہ شروع میں فرض ہونے والے حکم کے کچھ حصے میں کمی کر دی جائے یا اس حکم کو ایسے حکم کی طرف منتقل کر دیا جائے جو پہلے کے مقابلہ میں ہلکا ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ دوسری آیت پہلی آیت میں فرض ہونے والے حکم کی ناسخ ہے۔

## مرویات اسباب نزول اور تخصیص العام

اسباب نزول کی روایات سے نہ صرف نزول آیات کا عمومی سبب معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ روایات تخصیص العام کی غرض وغایت اور آیات قرآنیہ کے اطلاق ومدلول کو واضح کرنے میں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں۔ان امور کی وضاحت کے لیے ذیل میں عام و خاص کے مفاہیم اور روایات اسباب نزول سے تخصیص کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔

**خاص:** اصول سرخسی میں خاص کی تعریف درج ذیل ہے:فالخاص كل لفظ موضوع لمعنى معلوم على الانفراد۔[16]

ملاجیون نے خاص کی اصطلاح کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے کہ:

> فكل لفظ وضع لمعنى معلوم على الانفراد، فقوله: "كل لفظ" بمنزلة الجنس لكل ألفاظ، والباقي كالفصل. فقوله: "وضع لمعنى" يخرج المهمل وقوله: "معلوم" إن كان معناه معلوم المراد فيخرج منه المشترك۔[17]
>
> خاص ہر وہ لفظ ہے جو انفراد کے طور پر کسی ایک ہی معنی معلوم کے لیے وضع کیا گیا ہو، یہ قول "کل لفظ" تمام الفاظ کے لیے جنس کے مرتبہ میں ہے۔اور باقی (قیود) فصل کے طور پر ہیں۔چنانچہ "وضع لمعنی" بے معنی (مہمل) کو خارج کر دیتا ہے اور "معلوم" اگر اس کے معنی معلوم المراد ہوں تو اس قید سے مشترک نکل جائے گا۔

**عام:** عام کو لغت میں یوں بیان کیا گیا ہے:العام لغة : الشامل ۔[18]امام بزدوی نے عام کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:كل لفظ ينتظم جمعامن الاسماء،لفظا او معنى۔[19]ہر ایسا لفظ جو تمام اسماء کو لفظا یا معنا شامل ہو عام کہلاتا ہے۔

صاحب نور الانوار نے عام کی جامع تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ

> وأما العام فما تناول أفرادا متفقة الحدود على سبيل الشمول، فكلمة "ما" عبارة عن لفظ موضوع؛ لأن العموم لا يجري في المعاني، والعام من أقسام وجوه النظم وضعًا كالخاص۔[20]
>
> عام وہ لفظ ہے جو بر سبیل شمول ایسے افراد کو شامل ہو جن کی حدود متفق ہوں۔پس کلمۃ "ما " سے مراد لفظ موضوع ہے کیونکہ عموم معانی میں جاری نہیں ہوتا اور عام وضع کے اعتبار سے خاص کی طرح اقسام لفظ میں سے ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عام اپنے مفہوم میں تمام افراد کو شامل کرتا ہے جبکہ خاص ایک ہی معنی معلوم پر بلاشرکت دلالت کرتا ہے۔

امام واحدی نے آیت ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ...﴾[21] کے سبب نزول میں روایت نقل کی ہے کہ:

> أبي عثمان عمرو بن سالم، قال : لما نزلت عدة النساء في سورة البقرة في المطلقة والمتوفى عَنْهَا زوجها قَالَ أبي بن كعب : يا رسول الله، إن نساءً من أهل المدينة يقلن : قد بقي من النساء من لم يذكر فيها شيء، قال: وما هو ؟ قال : الصغار والكبار، وذوات الحمل. فنزلت هذه الآية﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ...﴾إلى آخرها. [22]
>
> ابو عثمان عمرو بن سالم فرماتے ہیں کہ جب عورتوں کی عدت کے احکام نازل ہوئے جن کا ذکر سورۃ البقرہ میں ہے۔ ان میں مطلقہ عورتوں اور ان عورتوں سے متعلق احکام ہیں جن کے خاوند فوت ہو گئے ہوں تو ابی بن کعبؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اہل مدینہ کی کچھ عورتوں نے کہا کہ کچھ عورتیں رہ گئی ہیں جن کا ذکر ان احکام میں نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کون سی عورتیں ہیں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ کم عمر، بوڑھی اور حمل والی عورتیں ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ...﴾

سبب نزول کی مذکورہ روایت سے یہ ظاہر ہوا کہ سورۃ بقرۃ کی آیت ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرً ﴾[23] میں بیوہ کی عدت کا بیان کردہ حکم غیر حاملہ کے ساتھ مختص تھا لیکن بعد میں نازل کردہ عمومی حکم ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ... ﴾ سے بیوہ اور مطلقہ حاملہ کی عدت کا تعین کر دیا گیا جس کی صراحت حضرت ابی بن کعبؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام طبری نے نقل کیا ہے:عن أبي بن كعب، قال: لما نزلت هذه الآية: (وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن) قال: قلت: يا رسول الله، المتوفى عنها زوجها والمطلقة، قال: "نعم.[24] اس حقیقت کو امام قرطبی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن" محمول على عمومه في المطلقات والمتوفى عنهن أزواجهن، وأن عدة الوفاة مختصة بالحائل من الصنفين، ويعتضد هذا بقول ابن مسعود: ومن شاء باهلته أن آية النساء القصرى نزلت بعد آية عدة الوفاة.[25]

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ مطلقات اور ان عورتوں کے بارے میں جن کے خاوند فوت ہو جائیں اپنے عموم پر محمول ہے اور عدت وفات دونوں صنفوں میں سے غیر حاملہ کے ساتھ مختص ہے اور اسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ سورۃ النساء القصری (سورۃ الطلاق) کی آیت عدت وفات کی آیت کے بعد نازل ہوئی۔

ابن ابی حاتم نے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ...﴾[26] آیت کے سبب نزول میں بیان کیا ہے کہ:

أبي مالك الغفاري رضى الله عنه قال: نزلت هذه الآية: ﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَ﴾[27] قال: فحجز الناس عنهن حتى نزلت الآية التي بعدها : ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ﴾، فنكح الناس نساء أهل الكتاب.[28]

حضرت ابومالک غفاری کہتے ہیں کہ یہ آیت ﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَ﴾ نازل ہوئی تو لوگ ان عورتوں سے (نکاح کرنے) باز رہے۔ یہاں تک کہ بعد میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ پھر لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔

سبب نزول کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ ﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَ﴾ آیت کے نزول کے بعد مشرکات میں اہل کتاب کی عورتوں کو بھی شمار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ کا نزول فرما کر اس عمومی حکم کو خاص کر دیا اور کتابیہ عورت سے نکاح کرنے کی اجازت فرمادی۔

اس امر کی توضیح ابن کثیر نے ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ:

وقد تزوج جماعة من الصحابة من نساء النصارى، ولم يروا بذلك بأسا أخذا بهذه الآية الكريمة والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم فجعلوا هذه مخصصة

للتي في سورة البقرة ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن إن قيل بدخول الكتابيات في عمومها.[29]

یعنی آیت﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ کے نزول کے بعد صحابہؓ کا اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انکے نزدیک﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ سورۃ البقرۃ کی آیت﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَ﴾ کی مخصص ہے جس کے عموم میں کتابیات کو داخل کر لیا گیا تھا۔

## مرویات سبب نزول سے تقیید مطلق کی معرفت

مطلق و مقید اصول فقہ و تفسیر کا اہم موضوع ہے سبب نزول کی روایات تقیید مطلق کی معرفت میں معاون ثابت ہوتی ہیں کیونکہ سبب نزول کے جاننے سے آیات میں لگائی گئی بعض قیود کے وجوہ، فوائد اور حکمت کا تعین ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تقیید حکم ہوا ہے تو اس کی حقیقت کیا تھی۔ ان امور کی توضیح سے قبل مطلق و مقید کے مفاہیم درج ذیل ہیں۔

**مطلق:** علامہ جرجانی نے مطلق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ما يدل على واحد غير معين.[30] جو واحد غیر معین پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح ابو الولید باجی نے مطلق کی تعریف یوں کی ہے: هو اللفظ الواقع على صفات لم يقيد ببعضها.[31] وہ لفظ جو ایسی صفات پر واقع ہو کہ اسے اس کے کسی جز کے ساتھ مقید نہ کیا گیا ہو۔

**مقید:** مقید لفظ ق ی د مادہ سے ماخوذ ہے جو پابندی اور شرط وغیرہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ علامہ جرجانی نے مقید کے معنی یوں بیان کیے ہیں: ما قيد لبعض صفاته.[32]

مقید کی تعریف ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے: هو اللفظ الواقع على صفات قد قيد ببعضها.[33] وہ لفظ جو صفات کے ساتھ واقع ہو اور اس کو اس کی کسی ایک صفت کے ساتھ مقید کیا گیا ہو۔

مذکورہ وضاحت سے معلوم ہوا ہے کہ مطلق اپنے مفہوم میں عام اور بغیر کسی قید کے اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے اور مقید کسی صفت کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

تقیید مطلق اور اسباب نزول کے اثرات: امام طبری نے ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ...﴾[34] کی تفسیر میں روایت پیش کی ہے:

ابن جريج قال : قلت لعطاء :قوله: ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُم﴾ قال : كنا نحدث أنها نزلت في محمد حين نكح امرأة زيد بن حارثة، قال المشركون في ذلك، فنزلت: ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ...﴾[35]

ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے آیت ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ...﴾ کے بارے میں عطاء سے دریافت کیا وہ بولے ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ یہ آیت رسول اکرم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کی بیوی سے شادی کی اور مشرکین میں اس پر چہ مگوئیاں ہوئیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

سبب نزول کی اس روایت سے من اصلابکم کی قید کا اصل سبب معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے زید بن حارثہؓ کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے نکاح فرمایا تو مشرکین نے آپ ﷺ کے خلاف ترغیب شروع کر دی کہ محمد (ﷺ) نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے کیونکہ عرب صلبی اور متبنیٰ بیٹے کو ایک جیسا خیال کرتے اور ان کی سابقہ بیویوں کو محرمات میں شمار کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے مِنْ أَصْلَابِكُمْ سے مقید فرما کر متبنیٰ بیٹے اور صلبی بیٹے میں فرق واضح کیا اور متبنیٰ بیٹے کی سابقہ بیوی سے نکاح کی حلت کو مشروع فرمایا۔

اس نکتہ کو مفسر امام ثعلبی نے حسن کا قول نقل کر کے واضح کیا ہے کہ:

قال الحسن: كانت العرب تظن أن حرمة المتبنى مشبكة كاشتباك الرحم، فميز الله تعالى بين المتبنى وبين الرحم فأراهم أن حلائل الأدعياء غير محرمة عليهم لذلك قال: وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم فقيد وكان أمر الله مفعولا كائنا لا محالة، وقد قضى في زينب أن يتزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم۔[36]

دوسری مثال :امام بخاری نے آیت﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ...﴾[37] کے سبب نزول میں یہ روایت نقل کی ہے کہ:

سهل بن سعد قال أنزلت ﴿وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود﴾ولم ينزل من الفجر وكان رجال إذا أرادوا الصوم ربط أحدهم في رجليه الخيط

الأبيض والخيط الأسود ولا يزال يأكل حتى يتبين له رؤيتهما فأنزل الله بعده ﴿من الفجر﴾فعلموا أنه إنما يعني الليل والنهار.[38]

سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ نازل کیا گیا اور من الفجر نازل نہیں کیا گیا اس لیے جب لوگ روزہ کا ارادہ کرتے تھے تو کوئی اپنے پیروں میں سفید اور سیاہ دھاگا باندھ لیتا اور برابر کھاتا رہتا یہاں تک کہ دونوں دھاگوں کو اچھی طرح دیکھ لیتا اس کے بعد اللہ نے **من الفجر** نازل فرمایا تو لوگوں کا معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے سیاہ اور سفید دھاگے سے رات اور دن مراد لیے ہیں۔

سہل بن سعد کی بیان کردہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آیت﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾﴿مِنَ الْفَجْرِ ﴾ کی قید کے بغیر نازل ہوئی دوسری بار اللہ نے یہ آیت **مِنَ الْفَجْرِ** کے الفاظ کے ساتھ نازل فرمائی جیسا کہ تفسیر مظہری میں مذکور ہے:عندي أنه نزل أولاً تمام الآية من غير تقييد بقوله ﴿مِنَ الْفَجْرِ ﴾ ثم بعد مدة نزل الآية مرة ثانية مع قوله تعالى : ﴿من الفجر﴾...[39]اس کے علاوہ روایت مذکورہ سے الخیط الابیض اور الخیط الاسود کے ساتھ لگائی گئی من الفجر کی قید کا فائدہ سمجھ میں آتا ہے کہ الخیط کا لفظ بطور استعارہ استعمال ہوا تھا تو اس سے دھاگہ مراد لے لیا گیا تو اللہ نے اس کے ساتھ من الفجر کی قید نازل فرما کر اس شبہہ کو رفع فرمادیا۔

جیسا کہ امام جصاص لکھتے ہیں:

إذا كان قوله [من الفجر] مبينا فيه فلا إلباس على أحد في أنه لم يرد به حقيقة الخيط لقوله [من الفجر] ويشبه أن يكون إنما اشتبه على عدي وغيره ممن حمل اللفظ على حقيقته قبل نزول قوله [من الفجر] وذلك لأن الخيط اسم للخيط المعروف حقيقة وهو مجاز واستعارة في سواد الليل وبياض النهار وجائز أن يكون ذلك قد كان شائعا في لغة قريش ومن خوطبوا به ممن كان بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم عند نزول الآية وأن عدي بن حاتم ومن أشكل عليه ذلك لم يكونوا عرفوا هذه اللغة لأنه ليس كل العرب تعرف سائر لغاتها وجائز مع ذلك أن يكونوا عرفوا ذلك اسما للخيط حقيقة ولبياض النهار وسواد الليل مجازا ولكنهم حملوا اللفظ على الحقيقة فلما سألوا النبي صلى الله عليه وسلم أخبرهم بمراد الله تعالى منه وأنزل الله تعالى بعد ذلك [من الفجر] فزال الاحتمال وصار المفهوم من اللفظ سواد الليل وبياض...[40]

کہ اگر من الفجر کو خیط اسود اور خیط ابیض کا بیان قرار دیا جائے تو اس کے بعد کسی کو یہ التباس نہیں ہونا چاہیے تھا کہ لفظ خیط سے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں۔اس لیے کہ لفظ من الفجر میں اس کا بیان موجود ہے۔ایسا معلوم ہوا ہے کہ حضرت عدی اور

آپ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ کو جنہوں نے اس لفظ کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کیا تھا۔ اشتباہ اسوقت پیش آیا تھا جب ابھی من الفجر نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لیے کہ لفظ خیط نام ہے اس دھاگے کا جو اپنے حقیقی معنوں میں معروف ہے لیکن یہ سیاہی شب اور سپیدہ صبح کے معنوں میں بطور مجازاور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا بھی امکان ہے یہ لفظ اپنے ان معنوں میں قریش اور ان لوگوں کی لغت میں مستعمل ہو جو اس کلام کے مخاطب تھے یعنی اس کے نزول کے وقت حضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ لیکن عدی بن حاتمؓ اور ان جیسے اور لوگوں کو جنہیں اس لفظ کا مفہوم سمجھنے میں اشکال پیش آیا تھا، یہ لغت معلوم نہ ہو۔ اس لیے کہ تمام عربوں کو سرزمین عرب میں بولی جانے والی عربی کی تمام زبانوں سے واقفیت نہیں تھی۔ اس کا بھی امکان ہے کہ انہیں اس کا علم ہو کہ یہ لفظ حقیقت میں دھاگے کے لیے اسم ہے اور اس سیاسی شب اور سپیدہ صبح کے لیے مجاز ہے لیکن انہوں نے اس لفظ کو حقیقی معنی سے پر محمول کیا ہو۔ پھر جب ان حضرات نے حضور ﷺ سے استفسار کیا تو آپ نے انہیں وہ معنی بتادیے جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اور اس کے بعد اللہ تعالی نے من الفجر کا لفظ نازل فرمایا۔ اس سے حقیقی معنی کا احتمال ختم ہو گیا اور اس لفظ سے سیاہی شب اور سپیدہ صبح کا ہی مفہوم سمجھا جانے لگا۔

**نتائج بحث**

۱۔ آیات احکام میں عمومی وجزوی تبدیلی ہو یا رفع وازالہ ہر دو صورتوں میں روایات اسباب نزول سے نسخ کی تعیین اور تفہیم میں مدد ملتی ہے۔

۲۔ روایات اسباب نزول سے نہ صرف نزول آیات کا عمومی سبب معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ روایات تخصیص العام کی غرض وغایت اور آیات قرآنیہ کے اطلاق ومدلول کو واضح کرنے میں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں۔

۳۔ روایات سبب نزول کی معرفت سے آیات میں بعض قیود کے وجوہ، فوائد اور حکمت کا تعین ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حواشی وحوالہ جات


1. Jurjānī, ‘Alī ibn Muḥammad, *Kitāb al-Ta‘rīfāt* (Beirut: Dār al-Rayyān lil-Turāth, n.d.), 309.
2. *Al-Naḥl*, 16:101.
3. Bazdawī, ‘Alī ibn Muḥammad, *Kanz al-Wuṣūl ilā Ma‘rifat al-Uṣūl* (Beirut: Dār al-Bashā’ir al-Islāmīyah, 1403 AH), 487.

4. Jurjānī, *Kitāb al-Ta'rīfāt*, 309.
5. *Al-Nūr*, 24:6.
6. Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ* (Riyadh: Dār al-Salām, 1999), Kitāb al-Tafsīr, Bāb "wa Yadra'u 'anhā al-'Adhāb an Tashhada Arba'a Shahādāt bi Allāh...", Ḥadīth No. 4747.
7. *Al-Nūr*, 24:4.
8. Jaṣṣāṣ, Aḥmad ibn 'Alī, *Aḥkām al-Qur'ān* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1405 AH), 5:133.
9. *Al-Baqarah*, 2:284.
10. Tirmidhī, Muḥammad ibn 'Īsā, *Jāmi' al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Kitāb al-Tafsīr, Bāb wa min Sūrat al-Baqarah, Ḥadīth No. 2990.
11. Kāndhlawī, Idrīs, Maulānā, *Ma'ārif al-Qur'ān* (Sindh: Maktabat al-Ma'ārif, 1419 AH), 1:546.
12. *Al-Anfāl*, 8:66.
13. *Al-Anfāl*, 8:65.
14. Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb wa min Qawlihi Ta'ālā "al-Āna Khaffafa Allāhu 'ankum wa 'Alima anna Fīkum Ḍa'fan...", Ḥadīth No. 4653.
15. Jaṣṣāṣ, *Aḥkām al-Qur'ān*, 4:256.
16. Sarakhsī, Aḥmad ibn Abī Sahl, *Tamhīd al-Fuṣūl fī al-Uṣūl* (Hyderabad: Dār al-Ma'ārif al-Nu'mānīyah, 1981), 1:124.
17. Mullā Jīwan, Shaykh Aḥmad, *Nūr al-Anwār* (Karachi: Maktabat al-Bushrā, 1718 AH), 1:37-38.
18. Anīs, Ibrāhīm, *Al-Mu'jam al-Wasīṭ* (Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1393 AH), 2:629.
19. Bazdawī, *Kanz al-Wuṣūl*, 97.
20. Mullā Jīwan, *Nūr al-Anwār*, 1:187.
21. *Al-Ṭalāq*, 65:4.
22. Wāḥidī, 'Alī ibn Aḥmad, *Asbāb Nuzūl al-Qur'ān* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 2005), 684.
23. *Al-Baqarah*, 2:234.
24. Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Jāmi' al-Bayān 'an Ta'wīl Āy al-Qur'ān* (Makkah: Dār al-Tarbiyah wa al-Turāth, n.d.), 23:454.
25. Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qur'ān* (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣrīyah, 1932), 3:175.
26. *Al-Mā'idah*, 5:5.
27. *Al-Baqarah*, 2:221.
28. Ibn Abī Ḥātim, 'Abd al-Raḥmān ibn Muḥammad, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm Musnad 'an al-Rasūl ﷺ wa al-Ṣaḥābah wa al-Tābi'īn* (Saudi Arabia: Dār Ibn al-Jawzīyah, 1439 AH), 5:46.
29. Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar, *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 1419 AH), 3:38.
30. Jurjānī, *Kitāb al-Ta'rīfāt*, 280.

31. Bājī, Abū al-Walīd Sulaymān ibn Khalaf, *Al-Ḥudūd fī al-Uṣūl* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 1424 AH), 108.
32. Jurjānī, *Kitāb al-Ta'rīfāt*, 292.
33. Bājī, *Al-Ḥudūd fī al-Uṣūl*, 108.
34. *Al-Nisā'*, 4:23.
35. Ṭabarī, *Jāmi' al-Bayān*, 8:149.
36. Tha'labī, Muḥammad ibn Ibrāhīm, *Al-Kashf wa al-Bayān 'an Tafsīr al-Qur'ān* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1422 AH), 8:49.
37. *Al-Baqarah*, 2:187.
38. Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Qawlihi Ta'ālā "wa Kulū wa Ashrabū ḥattā Yatabayyana Lakum...", Ḥadīth No. 4511.
39. Muẓharī, Muḥammad Thanā' Allāh, *Tafsīr al-Maẓharī* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 2004), 1:231.
40. Jaṣṣāṣ, *Aḥkām al-Qur'ān*, 1:284.